OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

معاصر الحاد :وحید الدین خان کے افکار کی روشنی میں علمی و تجزیاتی مطالعہ

Contemporary Atheism: A Study in the light of *Wahid-u-Din Khan's* Approach

Shazia Yasmeen
M.Phil Scholar, AIOU, Islamabad
Dr. Muhammad Fakhar-ud-Din
lecturer DISR, UST, Bannu. KPK
Mrs Samina
Higher Valve Education Bhera, Sargodha

Abstract

Atheism is a major challenge of 21st century for the believers of all religions. An atheist denies God's commandments. Atheists present scientific logics to reject religion thoughts. The actual problem faced by a religion follower is that atheists demand worldly, materialistic, scientific, mechanical and intellectual reasoning about God & universe. To face such a challenge, the preachers of religion should have a great command about teachings of all religion on spiritual as well as natural bases. To deal a disbeliever one should practise a great tolerance. Even in the world of science and technology, man cannot deny God or religion. The success of eternal life based on his true belief. It's the duty of representatives & preachers of a religion to preach positive and simple codes of life. So that complications of minds can be removed and save humanity from edge of chaos. A Muslim thinker Mr. Wahid-u-Din presents such scientific and mechanical reasoning of religion & universe.

Key Words: Atheism, great challenge, God, universe, scientific reasoning, Wahid-u-Din Khan's literature

CC BY

تمہید

الحاد سے مراد دینی نظریات کی گرفت سے انکار کرنا ہے۔ اگرچہ اسے عموماً عصر حاضر کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تاہم انسانی تاریخ کا مطالعہ یہ واضح کرتا ہے کہ زمانہ قدیم بھی اس چیلنج کو سہہ چکا ہے۔ تاہم عصر خاضر کے الحاد کا دعوی یہ ہے کہ وہ علمی بنیادوں پہ استوار ہے۔ وہ خود کو ایک عقیدہ نہیں بلکہ سائنسی نظریہ کے طور پہ پیش کرتا ہے۔ انسان آغاز سے لے کر آج کے ترقی یافتہ دور تک پہنچ کر اپنی اصل اور اساس سے دور ہو گیا ہے، اور عقل اور ظاہری علم پر بھروسہ کرنے لگا، انسانی ذہن کی ترقی کو explosion of knowledge کہا جاسکتا ہے، انسانی ذہن کا ارتقاء جس ظاہری علم کی بنیاد پر کیا گیا، اس کا نتیجہ انکار مذہب اور انکار خدا کی صورت میں نکلا، اس ملحدانہ سوچ کا اصل سبب طریقہء مطالعہ میں خاص اصول و قوانین کی عدم موجودگی ہے۔ اس حوالے سے وحید الدین خان مرحوم کے افکار کی روشنی میں الحاد کا محاکمہ کیا گیا ہے۔ الحاد کا مادہ ل ح د ہے۔ اَلْحَدَ اِلْحَادًا باب افعال سے ہے، جس کا مطلب ہے راستہ بدلنا، جائز راستے سے ہٹ جانا۔ اس طرح الحاد باب افعال سے اسم مصدر ہے جس کا معنی "بے دینی" ہے۔[1] الحاد کا عربی زبان میں لغوی معنی 'انحراف' یا 'راستے سے ہٹ جانا' ہے۔ الحاد کو انگریزی میں 'atheism' کہا جاتا ہے، جس کا اردو زبان میں مطلب 'لامذہبیت' یا 'لادینیت' لیا جاتا ہے۔[2] ملحدین کا خیال ہے کہ دنیا کسی خدا نے نہیں بنائی بلکہ خود بخود وجود میں آئی ہے یا پھر پہلے سے موجود تھی اور مختلف اشکال میں ہمیشہ موجود رہے گی۔ ملحدین صرف ان باتوں پر یقین کرتے ہیں جن کا کوئی عقلی یا سائنسی ثبوت ہو۔ ۱۷ مارچ ۲۰۱۳ سے لے کر ہر سال یہ دن الحاد کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے۔[3] الحادی فکر کے بانیان میں ہیوم[4] (Hume) مل[5] (Mill)، آگسٹ کامٹے[6] (Auguste Comte) وغیرہ شامل ہیں۔ ملحدانہ فکر کی اشاعت کے لیے باقاعدہ تعلیمی اور تجزیاتی ادارے دنیا میں قائم کیے گئے ہیں جو ملحدانہ سوچ کے حامی تیار کر رہے ہیں۔ فرانسیسی مفکر آگسٹ نے انسانی فکر کو تین ادوار میں تقسیم کیا ہے:[7]

1. **تھیالوجیکل دور** Theological Stage
2. **میٹافزیکل دور** Metaphysical Stage
3. **ثبوتی دور** Positive Stage

1) **تھیالوجیکل دور:** آگسٹ کے خیال میں ایک طرف بنی نوع انسان کی تاریخ ہے اور دوسری طرف انسان کی انفرادی تاریخ بچپن سے لڑکپن تک ہے۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انسان مؤحد ہے یا مشرک یا کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ تھیالوجیکل دور میں انسان مظاہر کائنات کا مطالعہ اور ان کی توجیہہ خدا اور خدائی طاقتوں کی بنیاد پر کرتا رہا۔

2) **میٹافزیکل دور:** آگسٹ کے نزدیک یہ دور یورپ میں قرونِ وسطی کے دور سے یا ۱۳۰۰ سال پہلے شروع ہوا تھا۔[8] آگسٹ کے نظریے کے مطابق میٹافزیکل دور میں انسان نے مظاہر کائنات کا مطالعہ اور توجیہہ خدائی طاقتوں پر نہیں کیا، لیکن کسی حد تک وہ سمجھتا تھا کہ کائنات میں کوئی غیر مرئی طاقتیں موجود تھیں۔

ثبوتی دور: موجودہ دور کو آگسٹ نے ثبوتی دور کہا ہے کیونکہ آگسٹ کے خیال میں حالیہ دور کا انسان مظاہر فطرت کا مطالعہ اور توجیہہ ظاہری ثبوت، تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر کرتا ہے۔[9] آگسٹ کے بیان کردہ ان ادوار سے کہ انسان نے بتدریج خدا کے وجود کو اپنی سوچ اور مطالعہ سے خارج قرار دیا۔

ملحدین کے نزدیک وقت کے ساتھ ساتھ انسان ظاہری علمی ترقی کر کے اعلی ترین مقام تک پہنچ گیا ہے۔ آج کا انسان مظاہر کائنات کا مطالعہ عقل، تجربہ اور مشاہدہ کی بنیاد پر کر چکا ہے، اس لیے اب کسی مذہب کی ضرورت نہیں رہی، ان کے نزدیک ابتدائی دور کے انسان کے پاس کائنات کے مظاہر کو پرکھنے کے لیے علم اور وسائل نہ تھے اس لئے اس نے خدا اور غیر مرئی طاقتیں فرض کرلی تھیں۔ بنیادی طور پر تین قسم کے علوم ہیں جن کے ذریعے ملحدین نے مذہب کو رد کرنے کی کوشش کی ہے:

1. طبیعاتPhysics
2. نفسیاتPsychology
3. تاریخHistory

طبیعات کا علم اور ملحدین کا متعصبانہ رویہ

مولانا وحید الدین خان مخالفین مذہب کا مقدمہ بیان کرتے ہوئے جولین ہکسلے کے الفاظ لکھتے ہیں: "جس طرح ایٹم کے ٹوٹنے سے مادہ کے بارے میں انسان کے پچھلے تمام تصوّرات ختم ہو گئے، اسی طرح پچھلی صدی میں علم کی جو ترقی ہوئی ہے، وہ بھی ایک قسم کا علمی دھماکہ (Knowledge Explosion) ہے، جس کے بعد خدا اور مذہب کے متعلق تمام پرانے خیالات بھک سے اڑ گئے ہیں۔"[10] جولین ہکسلے کے اس چیلنج کے جواب میں مولانا وحید الدین خان کا نظریہ یہ ہے کہ علم کی روشنی مذہب کی سچائی کو مزید واضح کرتی ہے۔ اور جدید دریافتیں چودہ سو سال پہلے کئے گئے اسلام کے اس دعویٰ کی تصدیق کرتی ہیں کہ اسلام ہی آخری صداقت ہے۔ جولین ہکسلے نے کتاب 'Religion without Revelation' میں لکھا ہے کہ نیوٹن نے یہ دکھا دیا ہے کہ کوئی خدا نہیں جو ستاروں اور سیاروں کی گردش پر حکومت کرتا ہے۔ پھر اس نے حیاتیات کے بارے میں لکھا کہ ڈارون اور پاسچر نے بھی ثابت کر دیا کہ خدا نام کی کوئی چیز سرے سے موجود ہی نہیں ہے جو پوری دنیا اور کائنات کو کنٹرول کرے۔[11] طبیعات کی بنیاد پر انکار کرنے والوں کا سب سے بڑا ہیرو نیوٹن ہے، اس نے کائنات کے حوالے سے کچھ نظریات پیش کیے، اس کا کہنا ہے کہ کائنات ناقابل تبدیل اصول و قوانین کے تحت چل رہی ہے ان قوانین کو وہ Law of Nature کا نام دیتا ہے، تمام اجرام فلکی، نظام شمسی، بارش کا نظام، ہواؤں کا چلنا، موسموں کا بدلنا وغیرہ اور کائنات کے ذرے سے لے کر بڑے بڑے ستاروں سیاروں تک ہر چیز اسی Law of Nature کے ذریعے کنٹرول ہو رہی ہے۔ ملحدین کے بقول فطری قوانین خود اپنی وضاحت کر رہے ہیں ان قوانین کی وضاحت کے لیے کسی خدا کو فرض کرنے کی ضرورت نہیں ملحدین کے خیال میں ان سب نظاموں کے قوانین کی تفصیل جان لینے کے بعد وہ علم کے اس درجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اب انھیں کسی مذہبی مفروضے کی ضرورت نہیں رہی وہ کائنات کے راز جان چکے ہیں، ان کے نزدیک مفروضے کی تجربے اور مشاہدے کے ذریعے جانچ اور پرکھ کے بعد انھیں جو علم حاصل ہو گیا ہے وہی حقیقت ہے اور ہر چیز عمل اور رد عمل کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔[12] دراصل اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو یہ بات عیاں ہو گی کہ ملحدین نے جن قوانین کی دلیل دی ہے ان کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ انھوں نے ایک پہلے سے معلوم واقعہ کی مزید تفصیل بیان کی ہے، اس کا جواب ایک مسلمان مفکر نے ایک جملہ میں بیان کر دیا ہے:

Nature is a fact, not an explanation.[13]

فطرت (کا قانون) ایک حقیقت ہے، وہ حقیقت کی وضاحت اور توجیہہ نہیں ہے۔

ملحدین نے کائنات کے قوانین تو دریافت کر لیے ہیں لیکن ان کے پاس اس مسئلے کا جواز اور جواب موجود نہیں ہے جس کے تحت مذہب وجود میں آیا، طبیعات کے قوانین کائنات کے ظاہری ڈھانچے سے متعلق ہیں جبکہ مذہب ہمیں اصل اسباب اور محرکات کے بارے میں بتاتا ہے جو اس کائنات کے پیچھے کام کر رہے ہیں۔ مذہب کا مقدمہ یہ ہے کہ کائنات میں جتنے بھی واقعات وقوع پذیر ہو رہے ہیں وہ کیوں وقوع پذیر ہو رہے ہیں؟ اور ان واقعات کو کون وقوع پذیر کر رہا ہے؟ قرآن مجید کی سورہ فصلت آیت مبارکہ ۵۳ میں اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہے: "عنقریب ہم اپنی نشانیاں انہیں دکھائیں گے کائنات میں اور خود ان کے نفس میں یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے گا کہ وہی حق ہے۔" آسمان سے مراد اگر اجرام فلکی و سماوی لیے جائیں تو ہر دریافت شدہ قانون اس بات کی شہادت ہے کہ یہ نظام کسی ماہر کی کاریگری کسی خالق کی تخلیق ہے اتنا مربوط اور منظم نظام کسی بنانے والے کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ ایک امریکی ماہر حیاتیات Cecil Boyce Hamann میں بڑا اچھا تبصرہ کیا کہ غذا جب ہضم ہو کر جزو بدن بنتی ہے، تحقیقی دور سے پہلے کا انسان اس عمل کو خدا کی طرف منسوب کرتا تھا، اب انسان نے علم میں ترقی کر لی جدید تحقیق نے ثابت کیا کہ یہ تو کیمیکل کے رد عمل کا نتیجہ ہے، وہ کہتا ہے کہ کیا اس کی وجہ سے خدا کے وجود کی نفی ہو گئی؟ آخر وہ کون سی طاقت ہے جس نے ان کیمیائی اجزاء کو پابند کیا ہے کہ وہ ایسا مفید رد عمل ظاہر کریں؟ غذا انسانی جسم کے اندر ایک عجیب و غریب خود کار نظام کے تحت کام کرتی ہے مختلف مراحل سے گزر کر جزو بدن بنتی ہے۔ اس کے دیکھنے اور سمجھ لینے کے بعد یہ بات بالکل خارج از بحث معلوم ہوتی ہے کہ یہ حیرت انگیز نظام خود بخود بن گیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس مشاہدے کے بعد ضروری ہو گیا ہے کہ ہم مان لیں کہ خدا اپنے ان عظیم قوانین کے ذریعے عمل کرتا ہے اور ان قوانین کے تحت خدا نے زندگی کو وجود بخشا اس تبصرہ سے سمجھا جا سکتا ہے کہ جدید دریافتوں کی اصل حقیقت کیا ہے؟ جو کچھ ہمارے سامنے ہو رہا ہے وہ کیا ہو رہا ہے؟ جو کچھ ہو رہا ہے، اسی کو بنیاد بنا کر سائنس کے قوانین مرتب کیے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس قانون فطرت کو معلوم کر لینے کا ملحدین نے دعوی کیا ہے کہ انھوں نے کائنات کی وضاحت دریافت کر لی ہے اور اس دریافت کے بعد خدا اور مذہب کی ضرورت نہیں رہی تو یہ ایک غیر منطقی، غیر متعلقہ اور بے بنیاد دلیل ہے، جس کی کوئی عقلی توجیہہ نہیں۔[14] مولانا وحید الدین اپنی کتاب "اسلام اور سائنس" میں لکھتے ہیں کہ مرغی کا بچہ ہے وہ انڈے کے مضبوط خول کے اندر پرورش پاتا ہے اس کی اپنی ضروریات ہیں کیسے ننھا سا بچہ اس مضبوط خول کو توڑ کر باہر نکل آجاتا ہے؟ اس بچے کی خول کے اندر کیا ضروریات تھیں کس نے کیسے اس کی ضروریات کو سمجھ کر ان ضروریات کو پورا کیا؟ یہ تو ایک خالق کے ہونے کا ثبوت ہیں۔[15] اسی طرح بیج سے کونپل پھر پودا پھر درخت بن جانا، پھر پھول آنا، پھل بننا، پھل کا پکنا۔ ایک نطفے سے انسان کی تخلیق پھر پیدائش کے مراحل، بچپن سے جوانی، پھر بڑھاپا، ان سب مراحل کی کیا وجہ / reasoning ہے؟ ملحدین کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے ایسا کیوں ہو رہا؟ ملحدین کے پاس اس کیوں کا کوئی جواب نہیں ہے ملحدین محض اپنے ذاتی علم، ذاتی سوچ، ذاتی تعصب اور ذاتی منطق کی بنیاد پر انکار خدا اور انکار مذہب کر رہے ہوتے ہیں، حقیقت میں ان کے پاس انکار خدا کا کوئی منطقی جواز نہیں ہے، جبکہ غور و فکر سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حقیقت ہماری ذاتی خواہشات کے تابع نہیں ہوتی، اللہ سبحانہ وتعالی کے قوانین فطرت اٹل اور حقیقی ہیں، غور و فکر کرنے والوں اور سمجھنے والوں کے لیے ان میں نشانیاں ہیں۔ پروفیسر جیمز جینز نے اپنی کتاب 'پراسرار کائنات' کے آخر میں بڑا اہم جملہ لکھا ہے کہ "ہمارے جدید ذہن واقعات کی مادی توجیہہ کے حق میں ایک طرح کا تعصب (Bias) رکھتے ہیں۔"[16] ایک ملحد وھٹکر چیمبرز (Whittaker Chambers) نے اپنی کتاب

'شہادت' (Witness)میں اس طرح کے متعصبانہ رویے کا اظہار کیا ہے۔[17]امریکہ کا جارج ہربرٹ (1863-1931) بہترین تبصرہ کرتا ہے کہ خدا پرستی کی معقولیت اور انکار خدا کا جو پھسپھسا پن بجائے خود کسی شخص کے لیے خدا پرستی اختیار کرنے کا سبب نہیں بن سکتا، وہ کہتا ہے، لوگوں کے دلوں میں شبہ چھپا ہوتا ہے، کہ خدا کو ماننے کے بعد آزادی کا خاتمہ ہو جائے گا، خواہشات قربان کرنا پڑیں گی، خدا کو مان کر اس کے آگے جھکنا پڑے گا، پیغمبر کے احکامات کو ماننا پڑے گا، یہ ان کی انا کے خلاف ہے اس لیے وہ اسے مان ہی نہیں سکتے۔[18]

نفسیات کے میدان میں ملحدین کا انکار خدا اور ان کے دلائل کی کمزوری

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ موجودہ صدی انکار خدا، انکار مذہب، ملحدانہ سوچ اور مذہب مخالف صدی ہے۔ لیکن بہ نظر غائر جائزہ لیا جائے تو الحاد محض انکار خدا پر مبنی نہیں ہے، نہ اس کی بنیاد انکار خدا ہے نہ اقرار خدا ہے بلکہ ایک طرح کا Kind of explosion of knowledge ہے، یعنی انسان کے ذہنی ارتقاء نے وقت کے ساتھ ساتھ جو صورت اختیار کی، اس کا نتیجہ الحاد نکلا، انسان ملحد ہو گیا، اس نے انکار خدا کر دیا ہے، انکار خدا ایک طریقہء مطالعہ ہے۔ دراصل ملحدین جس بھی شعبہ علم چاہے وہ طبیعات ہو، نفسیات ہو یا تاریخ ہو، اس کو سمجھتے، پرکھتے اور وضاحت کرتے ہیں، اس شعبہء علم کو خدا کے تصور کے بغیر ہی سمجھتے، پرکھتے اور وضاحت کرتے ہیں۔ ملحدین اسی خاص ذہنی سوچ کو مد نظر رکھ کے ہر قسم کے اصول وضع کرتے ہیں، غیر جانبدارانہ مطالعہ کرتے ہی نہیں جس کا نتیجہ بھی انکار خدا اور انکار مذہب ہی اخذ کرتے ہیں۔ تو نفسیات کے علم میں ملحدین کے انکار خدا کی کیا سوچ، بنیاد اور وجہ کیا تھی؟ اسی سوچ کے حامل ایک نفسیات دان کا کہنا ہے:

God is nothing but a projection of man on cosmic screen.

یعنی خدا کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ کائنات کی سطح پر انسان کی ہستی کا خیالی انعکاس ہے۔[19]

ملحدین کے نزدیک خدا کا تصور ایک من گھڑت مفروضہ ہے، جدید نفسیاتی تحقیق کے مطابق انسانی ذہن دو خانوں میں منقسم ہے: ایک شعور اور دوسرا لاشعور۔[20]شعور ہمارے تمام افکار کا مرکز ہے جبکہ لاشعور میں وہ خیالات ہوتے ہیں جو عارضی طور پر ہمارے ذہن سے محو ہو جاتے ہیں لیکن پرانی واقعات، کوئی خواب دیکھ کر، کوئی کتاب پڑھ کر یا کسی واقعے کی ویڈیو دیکھ کر لاشعور سے شعور میں آجاتے ہیں۔

ملحدین کے اعتراض کو سمجھنے اور جواب دینے کے لیے سب سے اہم اصول

الحاد ایک مذہب ہے۔ اس میں کچھ باتوں پر ایمان لایا جاتا ہے اور کچھ کا انکار کیا جاتا ہے۔ اس کی تبلیغ کی جاتی ہے، زبانی بھی اور تحریری شکل میں بھی۔ ملحدین مناظرے بھی کرتے ہیں اور اپنے موقف پر عقلی اور سائنسی دلائل بھی دیتے ہیں۔ اس کائنات کے خالق کو نہیں بلکہ اپنی سوچ کو خدا مانتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ مولانا وحید الدینؒ اس کی تردید میں فرماتے ہیں کہ: کسی چیز کے علمی حقیقت بننے کے لیے تین مراحل سے گزرنا ضروری ہے:[21]

۱۔ مفروضہ ۲۔ مشاہدہ ۳۔ تصدیق

علمیات اصول ومبادی

خدا، مذہب اور کائنات کے بارے میں ملحدین کے پیش کردہ سوالات، دعووں اور اعتراضات کو پرکھنے کے کچھ اصول ومبادی کا علم ہونا ضروری ہے تاکہ کسی بھی سوال، دعوی یا اعتراض کے بارے میں کسی بھی فیصلہ یا نتیجہ کی صداقت کو علمیات کے اصول ومبادی کی کسوٹی پر رکھ کر پرکھا جاسکے نیز استدلال کا درست طریقہ اختیار کیا جاسکے۔

علمیات کے یہ اصول ومبادی مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ماورائے ادراک اور خلاف عقل میں فرق

کسی بھی اعتراض کو جانچنے کے لیے پہلا اصول ذہن میں واضح رہنا چاہیے کہ بعض چیزیں حواس خمسہ یا انسانی ادراک سے ماورا ہوتی ہیں اور بعض چیزیں خلاف عقل ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر کشش ثقل اور Dark Matter انسانی ادراک سے ماورا ہے کوئی شخص ان کی جسمانی ہیئت اور وجود کو نہیں دکھا سکتا، کیونکہ انسانی عقل ایک محدود مادی فریم کے اندر کام کر رہی ہے۔ اس کے باوجود ریاضی کے اصولوں، قرائن یا استدلال کی بنیاد پر انھیں تسلیم کیا گیا ہے۔ اسی طرح مذہب میں بھی بہت سارے اصول ہیں جو انسانی حواس اور ادراک سے ماورا ہیں کوئی انسان ان کی ہیئت اور وجود کو مادی جسم کی صورت میں نہیں دکھا سکتا لیکن انسانی فہم اور عقل ان کی ضرورت کو تسلیم کرتی ہے۔ لہذا یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ ماورائے ادراک اور خلاف عقل دو مختلف چیزیں ہیں، ان میں واضح فرق رکھنا اور سمجھنا چاہیے۔

2- معیار قبولیت

کسی بھی دعوی یا مفروضہ کو قبول کرنے کے لیے ہمیں بنیادی طور پر جو چیز دیکھنی چاہیے، وہ معیار قبولیت ہے۔ معیار قبولیت کے حوالے سے دو ضمنی اصول مندرجہ ذیل ہیں:

1- دعوی یا مفروضہ کا عقلی طور پر امکان موجود ہو

معیار قبولیت کو جانچنے کی پہلی کسوٹی ہے کہ دعوی یا مفروضہ کا عقلی امکان موجود ہو۔ مثال کے طور پر 1 + 1 = 2 ہونا لازم ہے ایک اور ایک کسی بھی صورت 3 یا کوئی اور ہندسہ نہیں ہو سکتا۔ مزید یہ کہ کیا ہمارے حقائق کی دنیا اس امکان کے بارے میں مثبت بات بیان کر رہی ہے یا منفی؟ مثال کے طور پر ملحد کا یہ سوال کہ خدا سے پہلے کیا تھا؟ اس سوال کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالی کی ذات اول و آخر ہے۔ جب ہم زمان و مکان کے تصور کی بات کرتے ہیں تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ انسان کے لیے ہے کیونکہ انسان، کائنات کے قوانین کی زد میں ہے۔ خدا تعالی کی ذات زمان و مکان کے قوانین سے بالکل ماورا ہے۔ اگر کوئی ملحد سوال کرے کہ کوئی ہستی زمان و مکان سے ماورا کیسے ہو سکتی ہے؟ تو پہلے اس ملحد سے یہ بات طے کر لی جائے کہ زمان و مکان سے ماورا ہونا ممکن ہے یا نہیں؟ انسانی عقل اور انسانی علم اس حوالے سے کیا کہتا ہے؟ اس حوالے سے جب ہم سائنسی علم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو سائنس یہ بتاتی ہے کہ black hole پر زمان و مکاں سے ماورا ہونے کی صلاحیت موجود ہے یعنی کائنات کے اندر بھی اس بات کا امکان موجود ہے کہ کوئی ہستی کوئی بھی وجود زمان و مکاں سے ماورا ہو سکے جب امکان موجود ہے تو دوسرے مرحلے کی جانب جائیں گے۔ اس بات کو ایک اور مثال سے بھی سمجھ سکتے ہیں: جیسے حضرت موسی علیہ السلام کا سمندر کو پھاڑ دینا یا سیدنا عیسی علیہ السلام کا بن باپ پیدا ہونا، تو جب کسی بات کا امکان موجود ہے اور سائنس اس بات کے خلاف کوئی دلیل بیان نہیں کر رہی، تو پہلے ہی مرحلے میں انکار کر دینا درست رویہ نہیں ہے۔

2-دعوی یا مفروضہ کی عقلی یا نقلی دلیل یا علمی ذرائع (مشاہدہ، عقلی استدلال، خبر) سے اثبات

جب امکان ثابت ہو جائے تو دوسرے مرحلے کی جانب آتے ہیں کہ یہ جو خبر، دعوی یا مفروضہ بیان کیا جارہا ہے، کس حیثیت سے ثابت کیا جارہا ہے؟ یعنی اس کی کوئی عقلی یا نقلی دلیل دی گئی ہے یا حواس خمسہ ہی اس کا اثبات کر رہے ہیں، پھر اس دلیل کی بنیاد پر، اس خبر، دعوی یا مفروضہ کا رد یا اسے تسلیم کیا جائے گا۔ اس کے لیے علم کے ذرائع سے واقفیت ضروری ہے۔ بنیادی طور پر علم کے تین ذرائع ہیں:

1. ا: انسانی مشاہدہ یا حواس خمسہ ۲: عقلی استدلال ۳: خبر یا رپورٹ

1) مشاہدہ/حواس خمسہ:

بنیادی علم کے طور پر ہمارے حواس خمسہ، ہمارے علم کا پہلا ذریعہ ہے کوئی بھی مادی چیز جب ہمارے مشاہدے میں آتی ہے یا ہمارے حواس کو متاثر کرتی ہے، تب ہم اس کا ادراک کرتے ہیں، سورج، آگ، پانی، انسان الغرض تمام موجودات پر یقین ہم اپنے حواس کی بدولت رکھتے ہیں، اسی طرح بیماری، درد، دکھ، سکھ وغیرہ کا احساس حواس کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔

2) عقلی استدلال

دوسرا ذریعہ علم عقلی استدلال ہے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جنھیں ہم دیکھ نہیں سکتے، اس کے باوجود ہم ان کو مان رہے ہوتے ہیں، کیونکہ ہماری عقل، قیاس اور استنباط ان چیزوں کی تصدیق کر رہے ہوتے ہیں۔ موجودہ سائنس میں بہت سے مسائل، نظریات اور توجیہات ایسی ہیں، جن کی بنیاد یہی عقلی استدلال ہے۔ مثال کے طور پر کشش ثقل، میگنیٹک فیلڈز، Anti Matter or Dark Energy وغیرہ ایسے بے شمار ناقابل مشاہدہ امور اور نظریات ہیں، جن کی بنیاد یہی استنباط اور عقلی استدلال ہے، سائنسدانوں نے آج تک ان کا ادراک نہیں کیا، لیکن وہ ان چیزوں کو تسلیم کرتے ہیں۔

خبر/رپورٹ

تیسرا ذریعہ علم خبر/رپورٹ ہے۔ خبر یا رپورٹ کی اسنادی حیثیت اگر مشکوک نہیں ہو تو پھر اس کو تسلیم کر لیا جاتا ہے۔ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں اسی ذریعہ علم یعنی خبر کا استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم یہ مانتے ہیں کہ فضا میں بہت سی گیسیں: آکسیجن، کاربن ڈائی آکسائیڈ، ہائیڈروجن، نائٹروجن وغیرہ موجود ہیں، باوجود یہ کہ ہم نے انھیں کبھی نہیں دیکھا۔ ہم نے جراثیم، بیکٹیریا اور وائرس کو نہیں دیکھا لیکن ہم بیمار ہوتے ہیں تو ہم مانتے ہیں کہ جراثیم کی وجہ سے بیمار ہوئے ہیں، حتی کہ ہم نے نہیں دیکھا کہ زمین گلوب کی صورت میں گول ہے، ہماری گلیکسی سے باہر بھی کوئی گلیکسی موجود ہے، ہم نے مریخ، مشتری، نیپچون وغیرہ کو کبھی نہیں دیکھا، اسی طرح کے بہت سے سائنسی نظریات ہیں، جن کو ہم نیوٹن، آئن سٹائن، سٹیفن ہاکن اور اسی طرح کے دیگر سائنسدانوں کے کہنے پر ہی تسلیم کر رہے ہوتے ہیں، حالانکہ ہم نے کبھی ان مظاہر فطرت کو نہیں دیکھا ہوتا۔ کیونکہ اہل علم ان باتوں کی تصدیق کر رہے ہوتے ہیں، ہم اہل علم اور صاحب رائے لوگوں کی اطلاعات پر اعتماد کرتے ہیں بشرطیکہ ہمارے پاس ان کے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو، مثال کے طور پر کوئی شخص کہے سورج موجود نہیں جبکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ سورج موجود ہے، یعنی ہمارے پاس اس دعوی کے خلاف دلیل موجود ہے تو پھر ہم اس کا انکار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح کسی چیز کا امکان ثابت ہو جانے کے بعد کہ جو دعوی بیان کیا جارہا ہے، اس کی خبر ہمیں کہاں سے ملی ہے، اگر خبر حقیقی ہے تو ہم اس چیز کو تسلیم کرتے ہیں، اگر خبر حقیقی نہیں تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ اصول ومبادی کے ضمن میں اہم اور آخری بات ثبوت اور مثال میں فرق ہے: عام طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ مغالطہ ہوتا ہے کہ کسی واقعے کی صداقت کو

تسلیم کرنے کے لیے اس کی کوئی نہ کوئی مثال موجود ہونا ضروری ہے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ، سمندر کا دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانا، اس بات کو تسلیم کرنے میں اکثر لوگوں کو مغالطہ ہو جاتا ہے کہ ایسا کبھی ان کی زندگی میں تو نہیں ہوا کہ سمندر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے۔ الغرض کسی بھی دعوی کو جانچنے کے لیے یہ دیکھیں کہ امکان، عقل اور (مستند، معتبر اور مصدقہ) خبر، ان تینوں ذرائع میں سے کسی ایک سے اس کی تصدیق ہوتی ہے یا نہیں، خواہ پہلے سے اس کی کوئی مثال موجود ہو یا نہ ہو۔

علمیات کے اصول و مبادی کی رو سے ملحدین کے اعتراضات کے جوابات

ملحدین خدا کی ذات کا انکار کرتے ہوئے یہ سوال بھی کرتے ہیں کہ خدا کا خالق کون ہے؟، اور اس مغالطہ / سوال / دعوی / اعتراض کے ثبوت کے لیے کائنات اور اس میں جاری قوانین کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں، ملحدین کے ان اعتراضات کا جواب ہم علمیات کے اصول و مبادی کو مد نظر رکھ کر دیتے ہیں، اور ملحدین کے پیش کردہ سوال کو ان اصول و مبادی کی کسوٹی پر پرکھتے ہیں۔ اس سوال کے پیدا ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جب ہم خدا تعالی کے استدلال کی بات کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خالق ہے تو اس کائنات کے وجود میں آنے کے لیے بھی ایک خالق کی ضرورت ہے، جسے ہم خدا کہتے ہیں، ہمارے ہاں قدیم زمانے سے ہی علت و معلول (Cause & Effect) کا قانون زیر بحث رہا ہے، یعنی ہر چیز کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ / علت (cause) ہوتی ہے اور پھر اس کا نتیجہ / اثر (effect) ہوتا ہے، یہاں یہ نکتہ زیر غور رہے کہ بات کسی چیز / مخلوق کی ہو رہی ہے۔ جدید دور کا انسان شرک کی بجائے الحاد کی طرف مائل ہے۔ اس کے خیال میں کائنات ایک اتفاقی حادثہ ہے۔ اسباب و واقعات کا طویل سلسلہ ہے جس سے کائنات چل رہی ہے۔ اس توجیہہ کی بنیاد دو چیزوں پر رکھی گئی ہے؛ ایک "اتفاق" (chance) اور دوسرا "قانون علت "یعنی (law of causation)۔[22] ملحدین فلسفی کہتے ہیں اگر مذہبی عقیدے کے مطابق کائنات کا خالق خدا تعالی ہے، تو پھر خدا کا خالق کون ہے؟ یہ سوال کس طرح منطقی مغالطے پر مبنی ہے؟ کس حوالے سے یہ غیر عقلی سوال ہے؟ اور اس کے اندر کیا کیا تضادات موجود ہیں؟ علمیات کے اصول و مبادی کے اہم اصول معیار قبولیت کی رو سے اس کے بنیادی طور پر پانچ جوابات مندرجہ ذیل ہیں:

1) فکری تضاد

ملحدین کائنات کو ازلی مانتے ہیں حالانکہ سائنس نے آج تک کوئی ایسی بات دریافت نہیں کی جس سے ثابت ہو کہ کائنات خود بخود یا اتفاقاً پیدا ہو گئی ہو گی، کیونکہ سب سے پہلے یہ بات Law of Thermodynamic کے ہی خلاف ہے، جس کے مطابق توانائی نہ تو پیدا کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اسے فنا کیا جا سکتا ہے، اب پھر یہ توانائی جو پیدا نہیں کی جا سکتی، یہ کہاں سے آ گئی؟ تو اس کی دو صورتیں ہیں: پہلی بات یہ کہ توانائی خود بخود پیدا ہو گئی، لیکن کائنات کے بارے میں کسی بھی ایسی صفت کا انکشاف نہیں ہوا، جس کی بنیاد پر دعوی کیا جا سکے کہ کائنات خود بخود پیدا ہو گئی۔ دوسری بات یہ کہ توانائی کو کسی خالق نے پیدا کیا ہے، تو پھر ہم خدا تعالی کی ذات تک پہنچ جاتے ہیں، یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ کائنات کی ترتیب و تنظیم کو حکمت و شعور سے عاری ایک بے جان چیز سے نسبت دینے کی بجائے کیا یہ معقول نہیں ایک صاحب شعور ہستی سے اس تخلیق کی نسبت دیں؟ تو پہلی بات تو یہی ہے کہ اس سوال کے اندر ایک فکری تضاد موجود ہے۔ امریکی ماہر Edward Luther لکھتے ہیں: "غیر ارادی طور پر سائنس کی تحقیقات نے یہ ثابت کر دیا ہے، کہ کائنات اپنا ایک آغاز رکھتی ہے اور ایسا کرتے ہوئے اس نے خدا کی صداقت کو ثابت کر

دیا ہے، کیونکہ جو چیز اپنا آغاز رکھتی ہے وہ خود بخود شروع نہیں ہو سکتی، یقیناوہ ایک محرک اول یعنی ایک خالق یا خدا کی محتاج ہے۔[23] دوسرے یہ کہ سائنس اور منطق کی دنیا میں کسی واقعہ یا چیز کے وجود میں ہونے کے امکان کے لیے باقاعدہ ریاضیاتی اصول اور قانون Law of Probability موجود ہے۔ اس کی مثال مولانا وحید الدین صاحب اس طرح دیتے ہیں کہ ہم 1 سے 10 نمبر کے سکے لے کر، اچھی طرح مکس کر کے جیب میں ڈال دیں، پھر یہ چاہیں کہ ہاتھ ڈال کر بالترتیب 1 سے 10 نمبر باہر نکال لیں، تو اس بات کا امکان بڑھتے بڑھتے 10000 تک پہنچ جاتا ہے۔ اگر ہم کائنات کا جائزہ اس قانون کی رو سے لیں تو معلوم ہو گا کہ تقریبا92 کیمیائی عناصر کے مجموعے میں اتفاقاً کاربن ڈائی آکسائیڈ، ہائیڈروجن، نائٹروجن، آکسیجن اور ان میں سے ایک ایک ایٹم کا الگ ہو جانا کس طرح ممکن ہے اس کا امکان کتنا موجود ہے؟ کہ 10 کو 10 سے تقریبا160 مرتبہ ضرب دے دیں۔ یعنی زمین کی ماہیت، سائز، سورج سے دوری، زمین کا زاویہ، چاند، آکسیجن، توانائی، ہوائی گیسیں، ان کا صحیح تناسب میں موجود ہونا کہ زمین پر زندگی ممکن ہو سکے، اس کو ہم اتفاق کیسے کہہ سکتے ہیں؟ جبکہ یہ حساب اتنا calculated ہے کہ اگر ان معاملات کے اندر 0.5 فی صد بھی کوئی تبدیلی واقع ہو جائے تو اس زمین سے زندگی کا وجود ہی ختم ہو جائے۔[24]

تو یہ پہلا نکتہ ہے جس کے اندر فکری تضاد وجود ہے۔

ہر مخلوق کا خالق ہوتا ہے

جب ہم کہتے ہیں کہ ہر چیز کا کوئی خالق ہوتا ہے، تو یہ بات خدا تعالی کی ہستی پر لاگو ہی نہیں ہوتی، کیونکہ خدا کی ذات کوئی شے یا مادی چیز نہیں ہے۔ در حقیقت ہر مخلوق کا کوئی نہ کوئی خالق ہوتا ہے تو خدا چونکہ مخلوق نہیں ہے اس لیے خدا کا کوئی خالق نہیں ہے۔

کسی وجود سے متعلق مخصوص صفات

تیسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ جدید منطق اور فلسفے کے اندر ایک اصطلاح[25] "Category Mistake" استعمال کی جاتی ہے یعنی کسی وجود، چیز یا ہستی کی تعریف یا وضاحت کرنے کے لیے کچھ صفات موجود ہوتی ہیں، تو جب اس وجود کو ان صفات کی بدولت واضح کیا جاتا ہے، تو بہت سے سوالات خود بخود اس وجود سے متعلق، غیر منطقی یا غیر متعلق ہو جاتے ہیں، مثال کے طور پر کوئی شخص یہ سوال کرے کہ یہ انڈے کس درخت پر اگے ہیں؟ یہ سوال بالکل غیر متعلق ہے۔ یا کوئی کہتا ہے، یہ مرد کتنے عرصے سے پریگننٹ ہے؟ تو یہ بات بالکل ہی غیر متعلق ہے۔ یا کوئی بوتل بنانے والی مشین کے بارے میں سوال کرے کہ یہ مشین کون سی بوتل کے اندر بنی ہے؟ تو یہ سوال تو بالکل ہی غیر منطقی ہوا۔ اسی طرح خدا تعالی کی 99 صفات ہیں، جن میں سے ایک صفت 'الصمد' یعنی قائم بالذات اور خالق ہے۔ جب خدا تعالی اپنی تعریف میں ہی اس کائنات کا خالق ہے، تو بنیادی طور پر یہ سوال ہی غیر منطقی ہو جاتا ہے، کہ خدا کا خالق کون ہے؟

2) کائنات کا قانون

ایک اہم نکتہ یہ بھی ہے کہ علت و معلول کا قانون، یعنی ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خالق ہوتا ہے، یہ کائنات کا قانون ہے، ہمیں پہلے یہ بات طے کر لینی چاہیے، کہ کیا کائنات کے قانون کا اطلاق، خدا تعالی کی ذات پر ہوتا ہے یا نہیں؟ تو جواب بالکل واضح ہے، کہ جب خدا نے ہی کائنات کو تخلیق کیا ہے، تو خدا پر کائنات کے قوانین کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا، خدا تعالی اس کائنات کے قوانین سے ماوراہے، لہذا خدا تعالی کی ذات کو قائم بالذات ماننا اور علت و معلول کے قوانین سے ماورا ماننا، عقلی طور پر ضروری ہے۔

زمان و مکاں کا تصور

انچواں پہلو یہ ہے کہ خدا کے خالق کے بارے میں سوال، اس لحاظ سے بھی صحیح نہیں ہے کہ اس میں متعین وقت میں خدا کو تخلیق ہونے کا فرض کر لیا گیا ہے، جبکہ ہم اس بات کو ثابت کر چکے ہیں کہ خدا تعالی کی ذات زمان و مکاں کے تصور سے ماورا ہے، اور جب وقت کائنات کا حصہ ہے، کائنات سے باہر وقت کا تصور نہیں ہے، تو خدا کے موجود ہونے کے لیے کسی بھی وقت کی ضرورت نہیں ہے، خدا اس وقت سے ہے جب وقت کا وجود ہی نہیں تھا، چنانچہ خدا وجود میں نہیں آیا بلکہ خدا ہمیشہ سے موجود ہے۔

ملحدین کا طریقہء استدلال اور اس کے رد کے متعلق دلائل

ملحدین کے مطابق علم کی ترقی کے ساتھ حقیقت کے مطالعے کا اعلی و ارتقاء یافتہ جدید طریقہ معلوم کیا گیا ہے کہ جو چیز، علم یا حقیقت، براہ راست انسان کے تجربے اور مشاہدے میں آئی ہو ، صرف اسی کو ملحدین حقیقت تسلیم کرتے ہیں اور وہ حقیقتیں، دعوے اور مفروضے جن کا دعوی مذہب کرتا ہے وہ چونکہ تجربے، مشاہدے اور حواس خمسہ کی گرفت میں نہیں آتے لہذا ان کا کوئی وجود وہ تسلیم نہیں کرتے۔

1-براہ راست تجربہ اور مشاہدہ

مفکرین کا کہنا ہے کہ جدید طریقے کے مطابق علم صرف وہی ہو سکتا ہے جو براہ راست انسان کے تجربے، مشاہدے یا حواس کی گرفت میں آسکے اور وہ چیزیں جو حواس خمسہ کی گرفت میں نہ آسکتی ہوں وہ علمی طور پر درست اور ثابت شدہ نہیں ہیں۔ جدید طریقہء مطالعہ کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ صرف وہی چیزیں حقیقی وجود رکھتی ہیں جو براہ راست انسانی تجربے اور مشاہدے میں آئی ہوں، بلکہ براہ راست تجربے میں آنے والی چیزوں کی بنیاد پر جو علمی قیاس کیا جاتا ہے وہ بھی اسی طرح حقیقت ہو سکتا ہے جیسے کوئی تجربہ۔

مثال کے طور پر سائنسدان کائنات کے ٪5 کو جاننے کا دعوی کرتے ہیں اور باقی ٪95 حصہ نامعلوم ہے جس کو سائنسدان Dark Energy, Dark Matter وغیرہ نام دیتے ہیں، Dark matter کا حصہ تقریبا ٪27 اور Dark energy کا حصہ تقریبا ٪68 ہے۔

"In the standard Lambda-CDM model of cosmology, the total mass-energy of the universe contains 5% ordinary matter and energy, 27% dark matter [26] and 68% of a form of energy known as dark energy."

"Thus, dark matter constitutes 85% of total mass, while dark matter constitute 95% of total mass-energy content."[27]

اب یہ کائنات کا ٪5 جو دوربینوں اور خوردبینوں کے ذریعے ہمارے تجربے اور مشاہدے میں آیا ہے، جن حقائق کا ہم نے مطالعہ کیا ہے وہ سائنسدانوں کی رائے کے مطابق ٪5 ہے، یہ ٪5 ہم کیسے کہہ سکتے ہیں جبکہ ہم ٪100 کو جانتے ہی نہیں، ہو سکتا ہے ابھی تک ہم کائنات کو ٪1 بھی نہ جانتے ہوں، تو بنیادی طور پر یہ ایک قیاس، مفروضہ یا اندازہ ہے، بالفرض ہم یہ مان لیں کہ کائنات کے ٪5 کو سائنسدانوں نے تجربے اور مشاہدے کی کسوٹی پر پرکھ لیا ہے، پھر بھی ٪95 حصہ نامعلوم ہے تو اس نامعلوم کو

کس بنیاد پر تسلیم کیا گیا ہے۔ کہکشاؤں کے اندر جو سفید حصہ نظر آتا ہے تو سائنسدان اسے گیسی بادل سمجھتے رہے، لیکن جب طاقتور دوربینوں سے کہکشاؤں کا مشاہدہ کیا گیا تو سائنسدانوں کو پتا چلا کہ وہ گیسی بادل نہیں بلکہ ستارے ہیں، جو بہت دوری کے باعث نورانی بادل کی مانند دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے نہ صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تجربہ اور مشاہدہ علم کے قطعی ذرائع نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ علم صرف ان چیزوں کو جان لینا نہیں ہے جو براہ راست تجربے اور مشاہدے میں آئے۔ مزید یہ کہ جدید آلات اور ذرائع کے استعمال نے انسانی تجربہ اور مشاہدہ میں اضافہ کیا ہے لیکن ان آلات کی مدد سے صرف ان چیزوں کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جو بظاہر کچھ اوپری اور غیر اہم ہوتی ہیں، اس کے بعد حواس خمسہ کے ذریعے ادراک کے بعد جب کوئی مفروضہ یا نظریہ قائم کیا جاتا ہے وہ سب کا سب غیر مرئی ہوتا ہے۔ ایک سائنسدان اے-ای-مینڈر نے اپنی کتاب 'Clearer Thinking'[28] میں لکھا ہے کہ جو حقیقتیں براہ راست حواس کے ذریعے معلوم ہوں وہ 'محسوس حقائق' ہوتے ہیں، اور جن حقیقتوں کو ہم جان سکتے ہیں وہ صرف انھی حقائق تک محدود نہیں ہوتیں بلکہ ان کے علاوہ اور بہت سی حقیقتیں بھی موجود ہوتی ہیں، ان کے جاننے کا طریقہ اور ذریعہ استنباط اور استنتاج (Inference) ہے، اس کو استنباطی حقائق کہا جاتا ہے، جن حقائق کو تجربے اور مشاہدے میں نہیں لا سکتے لیکن ان کے اثرات کو مد نظر رکھ کر سائنسدان اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ اس کے پیچھے یہ طاقت یا ناقابل مشاہدہ علت ہے۔ جو کام کر رہی ہے، یہاں یہ بات اہمیت کے ساتھ سمجھ لینے کی ہے کہ ان دونوں چیزوں یعنی قابل مشاہدہ کی بنیاد پر ناقابل مشاہدہ چیزوں کے درمیان جو رائے قائم کر رہے ہیں، ان کے درمیان فرق اس لحاظ سے نہیں ہے کہ ایک حقیقت ہے اور دوسری غیر حقیقی ہے بلکہ ہم ایک کو براہ راست جانتے ہیں اور دوسرے کے بارے میں بذریعہ استنباط رائے قائم کرتے ہیں، حقیقت بہر حال حقیقت ہے، خواہ اسے براہ راست مشاہدے سے جان لیں یا بذریعہ استنباط معلوم کریں۔ ان چیزوں کو ماننے کے بارے میں اے۔ ای مینڈر نے تین باتیں بیان کی ہیں:

1- ایک تو یہ کہ جو نظریہ ہم قائم کر رہے ہوتے یہ تمام معلوم نظریات سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔

2- دوسرے واقعات کی توجیہہ مل جاتی ہے جو اس کے بغیر سمجھے نہیں جا سکتے۔

3- تیسری وجہ یہ ہے کہ کوئی بھی نظریہ اب تک ایسا سامنے نہیں آیا جو واقعات سے اس درجے مطابقت رکھتا ہو، جس درجے یہ نظریہ رکھتا ہے۔[29]

بالکل ایسے ہی جیسے انھوں نے نظریہ ارتقاء کے بارے میں ایک رائے قائم کی ہوئی ہے کہ جانداروں (Spacies) میں تبدیلی جو تبدیلی رونما ہوتی ہے یہ لاکھوں، کروڑوں سال کی مدت میں ہوتی ہے، نظریہ ارتقاء کے حامیوں کے مطابق بکری نے زرافے کی شکل اختیار کر لی، لیکن بکری سے زرافہ بننے کا سفر کروڑوں بلکہ اربوں سال کا ارتقاء ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کہ کیا بکری سے زرافہ بننے کے تبدیلی کو انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ کیا اس کا تجربہ اور مشاہدہ کیا ہے؟ ظاہری بات ہے ایسا ممکن ہی نہیں، یہ اتنے بعید ترین ماضی کے واقعات سے متعلق ہے، اتنی تو انسان کی عمر ہی نہیں ہوتی کہ اس عمل کا مشاہدہ اپنی آنکھوں سے کرے، پھر یہ نظریہ ارتقاء کو کیوں تسلیم کرتے ہیں؟ اس کی صرف ایک وجہ ہے کہ اس کے حامیوں کے پاس اس کے بغیر ان واقعات کے رونما ہونے کی کوئی توجیہہ نہیں ہے کہ ارتقاء کیوں اور کیسے ہو جاتا ہے؟ ہاں چھوٹے پیمانے پر ہم خود تجربہ کرتے ہیں کہ پیدائش کے وقت انسان کا بچہ ایک ڈیڑھ فٹ کا ہی ہوتا ہے 20 سال تک وہ چھے فٹ کا انسان بن جاتا ہے، یہ ارتقاء تو سب کو نظر آتا ہے، اس کی بنیاد پر انھوں نے استنباط کیا کہ جب اس طرح کی تبدیلی کسی جاندار

کے اندر رونما ہو رہی ہے تو ہو سکتا ہے کہ کروڑوں سال کی مدت میں ایسی تبدیلی دیگر مخلوقات میں بھی ہو گئی ہوں گی، اس طرح انھوں نے یہ مفروضہ قائم کر لیا کہ اس تبدیلی کے پیچھے قانون ارتقاء کار فرما ہے، جس کے نتیجے میں یہ مخلوقات پیدا ہو رہی ہیں۔[30] ایک ملحد مفکر برٹرینڈ رسل (۱۸۷۲-۱۹۷۰) کے نزدیک علم کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ چیزوں کا علم یعنی knowledge of things

۲۔ صداقتوں کا علم[31] knowledge of truths

یہ بہت پرانا استدلال ہے کہ کہ اگر سب مخلوق کا کوئی نہ کوئی خالق ہے تو پھر خالق کا خالق کون ہے؟ بظاہر اس میں ملحدین کو یہ فریب حسن محسوس ہوتا کہ شاید اس کا کوئی جواب نہیں لیکن در حقیقت یہ بالکل بے معنی بات ہے، ملحدین کہتے ہیں کہ اگر وہ تسلیم کر لیں کہ ہر چیز کا کوئی نہ کوئی خالق ہے تو پھر وہ خالق کے خالق کو کہاں ڈھونڈیں؟ وہ اس کا حل یہ نکالتے ہیں کہ کائنات کو ازلی مان لیں، حالانکہ جس ہستی کے اندر مخلوق ہونے کی صفت پائی جائے وہ خالق ہو نہیں سکتی۔ جبکہ اہل مذہب کہتے ہیں خدا ازل سے ہے، کائنات کا خالق خدا ہے اور خدا کا خالق کوئی ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ خدا کی ہستی کے اندر مخلوق والی صفات نہیں ہیں چنانچہ خدا کے وجود کو ازلی مان لینے سے مخلوق کے وجود کی توجیہہ مل جاتی ہے اب سوال یہ ہے کہ کس طبقے کی بات زیادہ درست ہو سکتی ہے، کائنات کو ازلی مانیں یا خدا کو ازلی مانیں؟ کائنات کو ازلی مان لینے کی صورت میں مفروضہ بنایا جائے گا کہ کائنات اپنی خالق خود ہے جبکہ موجودہ سائنسی علم کے مطابق کائنات کے اندر ایسی کوئی صفت موجود نہیں جس سے پتا چلے کہ کائنات ازلی ہے بلکہ Law of thermodynamic کائنات کے ازلی والے نظریے کو بالکل رد کرتا ہے اس نظریے کے مطابق توانائی نہ تو پیدا کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس فنا کیا جا سکتا ہے، چنانچہ Law of Thermodynamic کے مطابق یہ بات بالکل بے بنیاد ثابت ہو چکی ہے کہ کائنات اپنی خالق خود ہے اسے قانون ناکارگی یا Law of Entropy بھی کہا جاتا ہے، اس قانون کے مطابق کائنات ازلی نہیں ہو سکتی، اس کا کوئی خالق ہے، کائنات کے اندر جتنے بھی اجسام ہیں۔ ان سے حرارت مسلسل زیادہ حرارت والے وجود سے کم حرارت والے وجود میں منتقل ہوتی رہتی ہے، یہ کبھی بھی کم سے زیادہ میں منتقل نہیں ہوتی، available اور unavailable توانائی کے درمیان interchange چلتا رہتا ہے سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ یہ بات تسلیم کرنا پڑے گی کہ کائنات کا کوئی نہ کوئی آغاز ہے جسے وہ Big Bang کہتے ہیں، جس کے نتیجے میں چیزیں پھیلنا شروع ہوئیں اور جن اجسام کے اندر حرارت زیادہ موجود تھی وہ ان اجسام میں منتقل ہونا شروع ہو گئی جن کے اندر حرار تموجود نہیں تھی، اس بنیاد پر کہا گیا کہ یہ حرارت پھیل کر تمام اجسام کے اندر برابر کی بنیاد پر ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں تمام طبیعاتی اور کیمیائی عمل ختم ہو جائے گا۔ اگر یہ قانون حرکیات یا ناکارگی درست ہے تو اس قانون کی بنیاد پر سائنسدان اس بات کو تسلیم کرنے لگے ہیں کہ یہ کائنات ازلی نہیں بلکہ اس کا متعین آغاز ہے، کائنات اتنے کروڑ یا ارب سال پہلے وجود میں آئی ہے۔ اس طرح ملحدین کا یہ دعوی سرے سے ہی غلط ثابت ہو گیا کہ کائنات ازلی ہے۔ خدا کے بارے میں یہ بات بالکل درست ہے کہ خدا ازل سے موجود ہے اور ہمیشہ موجود رہے گا۔[32] جدید تحقیق کا حوالہ دیتے ہوئے امریکی ماہر حیوانات ایڈورڈ لوتھر کیسل کا بیان کتاب The Evidence of God , میں لکھا ہے: "اس طرح غیر ارادی طور پر سائنس کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ کائنات اپنا ایک آغاز (Beginning) رکھتی ہے اور ایسا کرتے ہوئے اس نے خدا کی صداقت کو ثابت کر دیا ہے کیونکہ جو چیز اپنا ایک آغاز رکھتی ہو وہ اپنے آپ شروع نہیں ہو سکتی۔ یقیناً وہ ایک محرک اول، ایک خالق، ایک خدا کی محتاج ہے۔"[33] دوسری بات

ملحدین یہ کہتے ہیں کہ Law of probability ایک اتفاق (chance) ہے کہ یہ کائنات اتفاق سے وجود میں آگئی، کہ ریاضیاتی قانون Law of chance کے مطابق کروڑوں خلیے یا ایٹم کروڑوں سال آپس میں اندھا دھند گردش کرتے رہیں، ایک وقت آئے گا ان کے درمیان مطابقت پیدا ہو جائے گی، جس کے نتیجے میں کائنات جیسی منظم اور ہم آہنگ چیز پیدا ہو جائے گی . لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ صرف 1 سے 10 تک سکوں پر Law of chance لاگو نہیں کیا جا سکتا، کائنات تو اربوں عناصر پر مشتمل ہے، پروٹین کا ایک مالیکیول اتفاقاً تیار کرنے کے لیے اربوں سال درکار ہیں پھر کائنات کی اپنی عمر 13 کھرب سال ہے تو اس میں لاکھوں، کروڑوں اجسام، جاندار، گیسیں، کہکشائیں، ستارے، سیارے وغیرہ اپنی تمام جزئیات، اہتمام کے ساتھ منظم طور پر کیسے وجود میں آگئے، یعنی Law of probability / قانون اتفاق /Chance بنیادی طور پر یہاں لاگو ہی نہیں ہوتا، اس کا امکان سرے سے رد ہو گیا، یعنی کائنات ازلی بھی نہیں ہو سکتی اور کائنات اتفاق سے بھی وجود میں نہیں آسکتی۔[34]

ن دلائل اور بیانات سے ملحدین کے بے بنیاد دعووں کی قلعی کھلتی ہے کہ وہ محض خدا کے وجود کا انکار کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ یا تنکے کا سہارا ڈھونڈتے ہیں، جس کی اصل وجہ ملحدین کا تعصب، ہٹ دھرمی اور ضد ہے، اس میں تکبر کا عنصر نمایاں ہے کہ انھیں کسی عظیم ہستی کے سامنے سر نہ جھکانا پڑے۔

مولانا وحید الدین خان کے حاصلات مطالعہ

موجودہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے اور علمی میدان میں استدلال کرتے ہوئے سائنسی توجیہات پیش کی جاتی ہیں، چنانچہ حقائق کو جاننے کے لیے اہل مذہب اور ملحدین کے درمیان طریقہء استدلال کا فرق پایا جاتا ہے، ملحدین مذہب اور خدا کے حوالے سے جب کوئی مقدمہ پیش کرتے ہیں اور سائنسی قوانین کو بطور علمی دلیل پیش کرتے ہیں تو اہل مذہب کو بھی ان سائنسی قوانین اور نظریات پر رائے قائم کر کے سائنسی طریقہء استدلال کے ذریعہ درست موقف پیش کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ حقیقت بھی یہی ہے کہ سائنس خدا کا انکار نہیں کر سکتی اس کی دو وجوہات سائنسدان خود تسلیم کر چکے ہیں:

1- **محدود علم**

سائنس ابھی تک کائنات کے صرف 5٪ کو دریافت کر پائی ہے ابھی تقریباً 95٪ حصے کے بارے میں سائنس کوئی رائے نہیں دے سکتی تو خدا کا انکار کیسے کر سکتی ہے؟

2- **محدود دائرہ کار:**

سائنس کا دائرہ کار صرف مادی چیزوں مادہ، توانائی اور مادی قوانین تک محدود ہے جبکہ خدا کی ذات خالق ہونے کی حیثیت سے ایک حقیقت ہے، مادی چیز نہیں ہے۔

ملحدین کا طریقہء استدلال اور اس کے رد کے متعلق دلائل

مولانا وحید الدینؒ کے نزدیک کسی چیز کے علمی حقیقت بننے کے لیے تین مراحل سے گزرنا ضروری ہے:[35]

۱۔ مفروضہ ۲۔ مشاہدہ ۳۔ تصدیق

ملحدین کے مطابق علم کی ترقی کے ساتھ حقیقت کے مطالعے کا اعلیٰ و ارتقاء یافتہ جدید طریقہ معلوم کیا گیا ہے کہ جو چیز، علم یا حقیقت، براہ راست انسان کے تجربے اور مشاہدے میں آئی ہو ، صرف اسی کو ملحدین حقیقت تسلیم کرتے ہیں اور وہ

حقیقتیں، دعوے اور مفروضے جن کا دعوی مذہب کرتا ہے وہ چونکہ تجربے، مشاہدے اور حواس خمسہ کی گرفت میں نہیں آتے لہذا ان کا کوئی وجود وہ تسلیم نہیں کرتے۔

براہ راست تجربہ، مشاہدہ اور نتائج

ملحد مفکرین کا کہنا ہے کہ جدید طریقے کے مطابق علم صرف وہی ہو سکتا ہے جو براہ راست انسان کے تجربے، مشاہدے یا حواس کی گرفت میں آسکے اور وہ چیزیں جو حواس خمسہ کی گرفت میں نہ آسکتی ہوں وہ علمی طور پر درست اور ثابت شدہ نہیں ہیں۔ جبکہ جدید طریقہء مطالعہ کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ صرف وہی چیزیں حقیقی وجود رکھتی ہیں جو براہ راست انسانی تجربے اور مشاہدے میں آئی ہوں، بلکہ براہ راست تجربے میں آنے والی چیزوں کی بنیاد پر جو علمی قیاس کیا جاتا ہے وہ بھی اسی طرح حقیقت ہو سکتا ہے جیسے کوئی تجربہ۔ اس سے نہ صرف یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تجربہ اور مشاہدہ علم کے قطعی ذرائع نہیں ہیں بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ علم صرف ان چیزوں کو جان لینا نہیں ہے جو براہ راست تجربے اور مشاہدے میں آئے۔ مزید یہ کہ جدید آلات اور ذرائع کے استعمال نے انسانی تجربہ اور مشاہدہ میں اضافہ کیا ہے لیکن ان آلات کی مدد سے صرف ان چیزوں کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے جو بظاہر کچھ اوپری اور غیر اہم ہوتی ہیں، اس کے بعد حواس خمسہ کے ذریعے ادراک کے بعد جب کوئی مفروضہ یا نظریہ قائم کیا جاتا ہے وہ سب کا سب غیر مرئی ہوتا ہے۔

جب ہم قانون فطرت (Law of nature) کی بات کرتے ہیں، یہ تو ٪100 غیر مشاہدہ ہوتا ہے، اس کے بارے میں وہ کوئی رائے دے ہی نہیں سکتے، مثال کے طور پر کشش ثقل (Gravity) کو کسی نے نہیں دیکھا، نیوٹن ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا، جب اوپر سے سیب گرا تو اس نے سیب کے نیچے گرنے سے اندازہ لگایا کہ یقینا کوئی ایسی طاقت (Force) ہے، جو چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے، نیچے گرنے کے سبب اس نے بطور علت کہا کہ اس کے پیچھے قانون کشش کام کر رہا ہے، اب قانون کشش (Gravity) بذات خود کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو سائنسدانوں کے مشاہدے میں آئی ہو، بلکہ قانون کشش (کشش ثقل / Gravity) کے اثرات اور نتائج دیکھتے ہوئے سائنسدانوں نے مفروضہ قائم کیا کہ کوئی طاقت ہے جس کے نتیجے میں یہ واقعہ رونما ہو رہا ہے، اور اسی مفروضے کی بناء پر چیزیں اوپر سے نیچے کی جانب گرتی ہیں، اور مفروضہ قائم کرنے سے یہ مراد ہر گز نہیں کہ سائنسدان نے خود پہلے اس طاقت کا مشاہدہ اور تجربہ کر لیا ہو بلکہ سائنسدانوں نے قابل مشاہدہ چیزوں کے متعلق جاننے کے لیے ان کے پیچھے کارفرما نا قابل مشاہدہ عوامل کے لیے کچھ الفاظ (Force , Energy) وغیرہ وضع کر لیے ہیں جن کے ذریعے ان طاقتوں کی معنویت کی تشریح کرتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ سائنس کا یہ دعوی بالکل بھی نہیں ہے کہ حقیقت صرف وہی ہے جو حواس کے ذریعے بالواسطہ آئی ہو۔

بالکل ایسے ہی جیسے انھوں نے نظریہ ارتقاء کے بارے میں ایک رائے قائم کی ہوئی ہے کہ جانداروں (Species) میں تبدیلی جو تبدیلی رونما ہوتی ہے یہ لاکھوں، کروڑوں سال کی مدت میں ہوتی ہے، نظریہ ارتقاء کے حامیوں کے مطابق بکری نے زرافے کی شکل اختیار کر لی، لیکن بکری سے زرافہ بننے کا سفر کروڑوں بلکہ اربوں سال کا ارتقاء ہے، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کہ کیا بکری سے زرافہ بننے کے تبدیلی کو انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ کیا اس کا تجربہ اور مشاہدہ کیا ہے؟ ظاہری بات ہے ایسا ممکن ہی نہیں، اس طرح انھوں نے یہ مفروضہ قائم کر لیا کہ اس تبدیلی کے پیچھے قانون ارتقاء کارفرما ہے، جس

کے نتیجے میں یہ مخلوقات پیدا ہو رہی ہیں۔ کیا یہ نظریہ ارتقاء قابل مشاہدہ ہے؟ اور کیا اس ارتقاء کو انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے؟ یقیناً نہیں۔

نتائج تحقیق

معاصر ملحد افکار جن کا دعوی سائنسی بنیادوں پہ استوار ہونے کا ہے۔ قطعی بے بنیاد ہے۔ حقیقت میں ناقص سائنسی معلومات کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ سائنس اور مذہب جن بنیادوں پہ استوار ہیں ان میں اشترک ہی نہیں۔ سائنسی اصولوں پہ مذہب کے نظریات کو پرکھنا بذات خود ایک غیر سائنسی طریق کار ہے۔ مزید برآں سائنسی نظریات میں رجوع، ترمیم اور تنسیخ کی صورت اسے اس قابل نہیں رہنے دیتی کہ وہ دیگر علوم کے لئے میزان بن سکے۔ جب کہ مذاہب کی بنیاد وحی الہی ہے۔ جو قطعی ہے۔ اس میں ترمیم اور تنسیخ ممکن نہیں۔ مولانا وحید الدین خان نے اس حوالے سے نام نہاد ملحدین کے شکوک وشبہات کا اسی فکر کے اصولوں سے تعاقب کیا ہے، جس کا دعوی وہ کرتے ہیں۔

References

[1] Dr Abdullah Abbas Nadvi, *Qamus ul Quran ul Kareem* (Karachi, Dar ul ishat,1980), 371.

[2] https://en.wikipedia.org/wiki/Atheism, on July14, 2021 at 6:15p.m.

[3] https://www.britannica.com/topic/atheism , on July14,2021 at 6:15p.m.

[4] David Hume (1711-1776), Scottish philosopher, historian, economist.

[5] John Stuart Mill (1806-1873) was an English philosopher, economist, Member of Parliament and civil servant.

[6] French philosopher, Auguste Comte (1798-1851) developed the concept of "sociology".

[7] Study.com, Comte's 3 Stages of Society & Theory of Positivism, Instructor: Wind Good friend

[8] http//:www.vkmashwari.com "Auguste Comte's "Law of the Three Stages" accessed on june 20,2021 at 11:05 p.m

[9] Waheed ud Din Khan, *Mazahab aur jaded challenge*(New Dehli, Al RisaalahND)10

[10] *Mazahab aur jaded challenge*(New Dehli, Al RisaalahND)9

[11]Julian Huxley, *Religion without Revelation*,(New York ; London: Harper & Brother ,1958), 58.

[12] Waheed ud Din Khan, *Ilm e Jadded ka challenge* (lakhnao, Majlis Tahqiqat e Islam 1968) 19.

[13] Waheed ud Din Khan, *Religion and Science*, (New Delhi Goodword Books, 2020) 43.

[14] John Clover Monsma, *Evidence of God in an expanding universe*,(New York, Putnam, 1958)221.

[15] Khan, *Religion and Science*, 43

[16] James Jeans, *The Mysterious Universe (* Cambridge University Press 1990), 189.

[17] Khan, *Mazahab aur jaded challenge,* 39

[18] Khan, *Mazahab aur jaded challenge,* 41

[19] Khan, *Mazahab aur jaded challenge*, 19
[20]Khan, *Mazahab aur jaded challenge*, 95
[21] Khan, *Mazahab aur jaded challenge*, 181
[22] Khan, *Religion and Science*, 36
[23] Khan, *Mazahab aur jaded challenge*, 45
[24] Khan, *Mazahab aur jaded challenge*, 103
[25] *The Oxford Dictionary of Philosophy,* Oxford University Press, . 58.
[26] "Dark Energy, Dark Matter", NASA Science: Astrophysics, 5th June 2015.
[27] Ferris, Timothy (January 2015), "Dark Matter", Hidden cosmos, National Geographic Magazine, Retrieved 10th June 2015.
[28] A.E. Mander, *Clearer Thinking*,(london , Watts 1988.) 201
[29] Khan, *Religion and Science*, 26
[30] Khan, *Religion and Science*, 18
[31] Khan, *Religion and Science*, 24
[32] Khan, *Mazahab aur jaded challenge*,74
[33] Khan, *Mazahab aur jaded challenge*,76
[34] John Clover Mossman, *Evidence of God in an expanding universe* (New York, Putnam, 1958) 51.
[35] Khan, *Mazahab aur jaded challenge*,171.